www.KitaboSunnat.com

قاری صہیب احمد میر محمدی☆

قرآن کریم کی روشنی میں ثبوتِ قراءات

جناب قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ کی زیر نظر تحریر ان کی عربی تصنیف جبيرة الجراحات في حجية القراءات کی ایک فصل کا ترجمہ ہے اور ترجمہ کی کاوش قاری محمد صفدر، مدرس كلّية القرآن الكريم، لوکو ورکشاپ و رکن مجلس التحقیق الاسلامی نے فرمائی ہے۔ [ادارہ]

الحمد لله رب العالمين، والصَّلوة والسلام على أشرف الانبياء والمرسلين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين . أما بعد !

قال اللّٰه تبارك وتعالى:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۞ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ [العلق: ۱ تا ۴]

”پڑھو (اے محمد ﷺ!) اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔“

وقال: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۞ قُمْ فَاَنْذِرْ ۞ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ [المدثر: ۱ تا ۳]

”اے (وحی کی ہیبت سے) کپڑا اوڑھنے والے! اُٹھو اور مکہ والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کرو۔“

وقال: ﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة: ٦٧]

”اے پیغمبر ﷺ! آپ کے رب کریم کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے، اسے آگے پہنچائیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے حق رسالت ادا نہ کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں دے گا۔“

گذشتہ آیات میں سے قرآن مجید کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے پہلے ارشاد سے ہوتی ہے۔ دوسری و تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ابلاغ قرآن کا حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو سب سے بڑا کام ابلاغ قرآن کا سونپا تھا، چنانچہ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا﴾ [الإسراء: ١٠٦]

”ہم نے قرآن کو حصے حصے کرکے اس لئے تقسیم کردیا تا کہ آپ ﷺ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو بالکل آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔“

☆ مدیر كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية، مرکز البدر، بھائی پھیرو، فاضل كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے جیسے آپ ﷺ کو پڑھایا، ویسے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو پڑھایا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے، تو آپ ﷺ اسے بغور سنتے اور جب وہ واپس چلے جاتے تو آپ ﷺ بالکل جبریل علیہ السلام کے پڑھنے کی طرح پڑھتے تھے۔‘‘ [صحیح البخاري:۵]

نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان میں جبریل علیہ السلام سے دور کیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔‘‘ [صحیح البخاري:۳۲۲۴]

دوسری روایت میں آپ ﷺ کی موت کے سال کے الفاظ ہیں۔[صحیح البخاري:۴۹۹۸]

رسول اللہ ﷺ ڈرے کہ اگر اُمت کو ایک ہی حرف پر قرآن پڑھنے کا پابند کردیا گیا تو وہ مشکل میں پڑ جائے گی، کیونکہ اہل عرب جن کی طرف قرآن نازل کیا گیا تھا مختلف لہجات، متنوع لغات اور قسما قسم کی بولیاں بولنے والے تھے۔ جب آپ ﷺ نے آسانی کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا۔ جن میں سے ہر ہر حرف شافی اور کافی تھا، جیسا کہ احادیث اس بات پر شاہد ہیں۔

اگر قرآن مجید کو اختلافِ لہجات کے بجائے ایک ہی لغت پر اتار دیا جاتا تو اس سے حصول ہدایت انتہائی مشکل اَمر ہوتا اور یہ ایسی تکلیف کے قبیل سے ہوتا جو انسانی طاقت کی حدود سے ماوراء ہوتی، کیونکہ انسان کا مادری زبان سے کسی دوسری زبان کی طرف پلٹنا انتہائی مشکل کام ہے، حالانکہ مشکلات پیدا کرنا تو روح اسلام کے منافی ہے۔ اسلام تو دفع حرج و رفع مشقت کا حامی ہے۔ جب ہم قرآن مجید کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے چند ایسی آیات آتی ہیں جو نہ صرف سبعہ اَحرف کے ساتھ نزولِ قرآن پر دلالت کرتی ہیں، بلکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ ان حروف کی قراءت بھی منزل من اللہ ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [الحج:۷۸]

’’دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی گئی ہے۔‘‘

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے مومن بندوں کی سہولت اور آسانی کی خاطر ان سے تنگی اور مشقت کو رفع فرمایا ہے۔ اللہ نے اُمت پر تخفیف کرتے ہوئے مذکورہ آیت کے مصداق کئی اَحکام میں رخصت عنائت فرمائی، جن کی آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی۔ [التفسیر الواضح از ڈاکٹر محمد محمود حجازی:۷۸/۱۷]

یہ آسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ لہجاتِ عرب کی مناسبت سے قراءات بھی مختلف ہوتیں، کیونکہ انسان بچپن سے بڑھاپے تک جو زبان بولتا ہے، اسے یکبارگی چھوڑنا یقیناً ایک مشکل کام ہے۔ مذکورہ آیت ہر قسم کے رفع حرج پر دلالت کرتی ہے۔[أثر القراء ات فی الفقه الإسلامي از ڈاکٹر صبری:۱۱۸]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ آیت اُمتِ محمدیہ کا خاصہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سارے اَحکام کا بھی اِحاطہ کئے ہوئے ہے۔‘‘

[تفسیر قرطبی:۴۴۹۲]

فصیح لہجات کا اختیار اور رفع حرج بھی ان اَحکام میں سے ہیں، جو شریعت اِسلامیہ نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کے تحت لوگوں کے مانوس لہجات کے جائز ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

فرمانِ ربانی ہے: ﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ [الحجر:۹]

اس آیت سے سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نبی ﷺ پر نازل کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور مالکِ کائنات چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَأۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ‌ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ﴾ [حم السجدۃ:۴۲]

''اس قرآن کریم کے آگے یا پیچھے سے کوئی بھی باطل چیز داخل نہیں ہوسکتی۔ یہ تو بزرگی اور حکمت والے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے۔''

مطلب یہ کہ اس کو غیر محفوظ بنانے والی کوئی چیز نہیں ہے، کیونکہ یہ تو سب سے سچے مالک کا کلام ہے، جیسا کہ وہ خود اپنے متعلق فرماتا ہے:

﴿ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثًا ... وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا ﴾ [النساء:۸۷،۱۲۲]

''اللہ سے زیادہ اپنے وعدے، خبر اور بات کے متعلق کون سچا ہوسکتا ہے۔''

آپ ﷺ نے بھی اپنے خطبہ کے اندر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

«إِنَّ أَصدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ الله» [تفسیر ابن کثیر:۵۶۹/۱]

اب اگر کوئی یہ کہے، جیسا کہ بعض غالی قسم کے لوگوں نے کہا ہے کہ قراءات کو قرآن کریم سے کچھ تعلق نہیں بلکہ یہ تو معاذ اللہ محض قراء کی کذب بیانیاں ہیں، تو اس سے اللہ کے قول: ﴿ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ کا باطل ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ قرآن کا محافظ تو خود اللہ تعالیٰ ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مخلوق میں سے کوئی اُٹھے اور اپنی مرضی سے رطب و یابس کو قرآن کا حصہ بنا دے۔ والعیاذ باللہ

قرآن مجید اس بات سے پاک ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ مخلوق میں بھی ایسے قادر الکلام لوگ ہیں، جو اللہ کے قول کو رد کرنے یا اس کے مقابل ایسا حکم لانے کی قوت رکھتے ہیں جو اللہ کے حکم کے خلاف ہو۔ اللہ تو ایسے لوگوں کی خود ساختہ باتوں اور نظریات سے مبرا ہے اور وہ ایسے لوگوں کی بہتان طرازیوں سے پاک ہے۔ ہم اللہ سے ایسے گمراہ کن عقیدہ کے خلاف پناہ چاہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ قراءات بدعت اور قراء کی جعل سازیوں کے سوا کچھ نہیں، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ نے جو اپنے نبی ﷺ کی بابت فرمایا:

﴿ وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِيۡنَ ﴾ [الحاقۃ:۴۴ تا ۴۷]

''اگر اس نبی ﷺ نے کوئی بات خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں کوئی بھی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔''

اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب تو صاف ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی قرآن میں نقص و زیادتی کے مجاز نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی شہ رگ کاٹ دیتے اور انہیں ایسے عذاب سے دوچار کرتے کہ کوئی چھڑانے والا نہ ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ نے کہا کہ ہم دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، یہ اس لیے کہ بیان میں مبالغہ مقصود ہے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے پکڑنے میں گرفت مضبوط نہیں ہوتی۔ 'وتین' نیاط القلب، پھیپھڑوں سے نکلنے والی موٹی رگ کو کہا جاتا ہے، جس پر دل معلق ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر:۴/۴۴۵]

جب افضل البشر ایسا کام کرنے سے موردِ عذاب ٹھہرتے ہیں تو عام آدمی تو بالاولیٰ اس وعید کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ قراء یا علماء کے لئے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ قرآن میں کمی یا زیادتی کریں اور قراءات کو گھڑ کر قرآن میں داخل کرسکیں۔

خلاصۂ کلام

المختصر قراءات منزل من اللہ ہیں، نہ کہ مفتریاتِ قراء، کیونکہ اگر ہم انہیں قراء کرام کے مفتریات کہیں تو اللہ تعالیٰ کی مذکورہ وعید باطل ٹھہرتی ہے۔ یہ آیات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ قرآن کریم میں کسی کے عمل اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان مفتریات کو قرآن مجید سے محو کردیتا۔ ان قراءات کا باقی رہنا ہی ان کے منزل من اللہ اور توقیفی ہونے کی علامت ہے۔ [أثر القراء ات فی الفقه الإسلامي:۱۱۸،۱۱۹]

اگر ہم یہ کہیں کہ قراءات قراء حضرات کی دسیسہ کاریاں ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ اس بات سے غافل تھے۔ غور کیجیے کہ نبی کریم ﷺ کے پاؤں کے نیچے ہلکی سی غلاظت تھی، تو جبریل علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فوراً باخبر کیا، لیکن اتنا بڑا معاملہ ہوگیا کہ قراء کرام قرآن کریم میں تحریف کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ باوجود علام الغیوب ہونے کے چپ بیٹھے ہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اہل قراءات پر کسی عذاب کو نازل نہ کرنا اس بات کی دلیل قطعی ہے کہ قراءات منزل من اللہ ہیں، نہ کہ آراء کا شاخسانہ اور مفتریاتِ قراء!

اگر یہ کہا جائے کہ قراءات صحیحہ محکمہ متواترہ نہیں ہیں بلکہ اختراعات قراء ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی بابت جو فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ [النجم:۳،۴] ''نبی کریم ﷺ (دین کے معاملہ میں) خواہش نفس سے نہیں بولتے، بلکہ یہ تو ایک نازل شدہ وحی ہے۔'' کا کیا مطلب ہے؟ اسی نبی ﷺ نے اپنی مقدس زبان سے فرمایا:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّتِيْ» [موطأ:۱۸۷۴]

''میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک ان پر کاربند رہو گے، گمراہ نہیں ہوگے: کتاب اللہ اور میری سنت۔''

ذرا غور کیجئے! کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہ مذکورہ بات سنا کر دھوکہ دیا۔ ایک طرف تو آپ ﷺ انہیں کامل کامیابی کا راز فراہم کررہے ہیں اور تاقیامت ان کی حفاظت کی نوید سنا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہا جائے کہ اس میں شک اور تغیر وتبدل کا اِمکان بھی موجود ہے، تو یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ ذکر کردہ روایت میں وارد لفظ إمساك کا کم ازکم مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلقات کا حسی ومعنوی طور پر کمال وسلامتی کی انتہاء کو پہنچنا اور تمام قسم کے شکوک وشبہات سے بالاتر ہونا۔ جب ہم قراءات کو غیر محکمہ کہیں گے تو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ حکم کی کیا حیثیت باقی رہ جائے گی؟

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن مجید ان قراءات سے مبرا ہے اور متن قرآن ان قراءات کو کوئی جگہ نہیں دیتا، تو ہم اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درج ذیل ارشادات کو کیا سمجھتے ہیں، جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ [سبأ:۲۸]

''ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف مبشر اور منذر بنا کر بھیجا ہے۔''

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ [الأعراف:۱۵۸]

''کہہ دیجیے! اے لوگو! میں تو تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [النحل:۴۴]

''ہم نے آپ ﷺ پر قرآن مجید اس لئے نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس کی وضاحت فرمائیں۔''

مذکورہ آیات کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ اللہ نے نجات کو کتاب وسنت کے ساتھ مشروط کیا ہے، لیکن قرآن وسنت کو حوادث زمانہ کے سپرد کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی قرآن کے حروف میں ایک حرف کا اضافہ کر سکا اور نہ ہی کمی، اور یقیناً کبھی کر بھی نہیں سکے گا، کیونکہ فرمان ربانی ہے:

﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾ [البقرة:۲۴]

''نہ تو تم قرآن کا مثل لا سکے تھے اور ہرگز نہ لا سکو گے، تو اس آگ سے ڈر جاؤ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اس کا ایندھن، لوگ اور پتھر ہیں۔''

الغرض جب ہم قرآن کریم کو بغور پڑھتے ہیں تو کئی ایسی واضح آیات سامنے آتی ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قراءات، قرآن ہیں نہ کہ قراء کی رائے اور اجتہاد، جیسا کہ متجددین اور جہلا نے گمان کر رکھا ہے، کیونکہ قرآن کریم کا محافظ خود اَحفظ الحافظین ہیں۔ یہ قرآن کریم ہی کا خاصہ ہے کہ جب تک زمین و آسمان رہیں گے مالک خود اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اسی وجہ سے دنیا میں کسی وقت، کسی زمانے اور کسی جگہ میں بھی قرآن کریم میں تغیر وتبدل دیکھنے میں نہیں آیا، چنانچہ جب تک قرآن کریم محفوظ ہے قراءات قرآنیہ بھی باقی ہیں۔ ہر دو کا کسی ایک سے جدا ہونا ناممکن ہے، کیونکہ قرآن کریم اور قراءات قرآنیہ دونوں منزل من اللہ ہیں۔ [التفسیر الواضح:۶/۱۴]

✳———✳———✳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ